

نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

درس نظامی کے فضلاء کی ڈبل ایم اے کے مساوی تسلیم شدہ سند سے حکومت کا انکار کیوں؟

برصغیر میں انگریزوں کی آمد کے بعد نظام تعلیم کو ایک سازش کے ذریعے طبقاتی نظام میں منقسم کر دیا گیا اور دینی مدارس کا نظام تعلیم عصری تعلیم سے قصداً علیحدہ کر دیا گیا۔ جسکے نقصانات آج بالکل واضح اور اظہر من الشمس ہیں۔ اسی ہی کے نتیجے میں "مسٹر اور ملّا" کی اصطلاح وضع کی گئی اور نفرتوں کی خلیج بڑھائی گئی جہاں علماء کو اس فیصلہ سے تھوڑا بہت نقصان ہوا تو اس سے کئی گنا زیادہ نقصان عصری علوم کے حامل افراد کو بھی اٹھانا پڑا، کیونکہ یہ طبقہ مکمل طور پر دین و شریعت سے نابلد اور بیگانہ ہو گیا۔ پھر قیام پاکستان کے بعد یہ توقع کی جا رہی تھی کہ ہمارے ارباب بست و کشاد تعلیمی پالیسی پر مکمل توجہ دینگے، لیکن افسوس کہ یہ شعبہ بھی انگریزوں کے پروردہ اور تیار کردہ افراد کے ہاتھوں میں آیا اور انہوں نے جان بوجھ کر اس شعبہ میں بھی کوئی ٹھوس بنیاد مہیا نہیں کی۔ حالانکہ تقسیم ہند کے بعد ہمارے پڑوس میں نظام تعلیم کا شعبہ ایک مسلمان رہنما اور مذہبی سکالر مولانا ابوالکلام آزاد جیسی علمی شخصیت کو سونپا گیا تھا اور انہوں نے ملک کو ایسا نظام تعلیم دیا جسکی اساس پر پوری ہندوستانی قوم تعلیمی میدان میں آج ہم سے بہت آگے ہے۔ دوسری جانب ہمارے حکمرانوں نے طبقاتی نظام کی سرپرستی ماضی کی طرح جاری رکھی اور اسکے نتیجے میں اپجی سن اور برن ہال کا لُج وغیرہ وجود میں آئے۔ جس سے عصری علوم میں بھی انہوں نے طبقاتی نظام پیدا کر دیا ایسے میں مدارس اسلامیہ اور درس نظامی ہی محنت اور اخلاص کے ساتھ اپنا نظام چلا رہے تھے۔ پھر ضیاء الحق مرحوم نے مدارس دینیہ کے نظام تعلیم اور فضلاء کی محنت و قابلیت سے متاثر ہو کر انکے نظام تعلیم کا مکمل جائزہ لیا اور وزارت تعلیم اور یونیورسٹی گراٹھس کمیشن نے پورے غور و خوض، طویل بحث و تمحیص اور سروے کے بعد درس نظامی کے وہ فارغ التحصیل فضلاء جنہوں نے وفاق المدارس

پاکستان (پاکستان میں دیوبندی مکتبہ فکر سے منسلک ہزاروں مدارس کا بورڈ ہے) کے تحت امتحانات دے کر عالمیہ کی سند حاصل کی ہو اس سند کو حکومت پاکستان نے ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کے مساوی قرار دیا ہے۔ یہ طبقاتی نظام اور "مسٹر اور مکا" کی تفریق و خلیج کم کرنے کی ایک بہت بڑی مخلصانہ کوشش تھی۔ پھر اسی ہی کی بناء پر درس نظامی کے ہزاروں فضلاء نے ایم اے کیا اور سینکڑوں فضلاء نے ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں بھی عالمیہ کی سند پر ملک کی تمام بڑی اور مشہور یونیورسٹیز سے اعلیٰ ترین نمبروں پر حاصل کیں اور فضلاء کی ایک بڑی تعداد فوج جیسے اہم ادارے میں بھی خطابت کے فرائض سرانجام دے رہی ہے اور کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسی منظور شدہ عالمیہ کی سند پر پروفیسر اور لیکچرر مقرر ہوئے۔ پھر اس فیصلے کے پندرہ بیس سال بعد بے نظیر بھٹو سابق وزیراعظم پاکستان جنکے خیر اور رگ رگ میں اسلام دشمنی گندھی ہوئی ہے نے اپنے دوسرے دور اقتدار میں جہاں دینی مدارس کی اہمیت اور کردار کو کم کرنا چاہا اور فوج میں بڑھتے ہوئے مذہبی اثر و رسوخ اور اپنے خلاف ایک ناکام بغاوت کے بعد وفاق المدارس سمیت دیگر تمام مسالک کے بورڈز کی اسناد کا لحد مقرر کر دیں۔ اور ان کیلئے میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے جیسا لمبا پروسیجر از سر نو مقرر کر دیا۔ اب گزشتہ پانچ چھ سالوں سے علماء فضلاء کی ایک بہت بڑی تعداد اس ظالمانہ فیصلے سے متاثر ہوئی ہے۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ شریعت بل کی دعویٰ دار حکومت بھی سابقہ حکومت کی طرح اسی فیصلے پر قائم و دائم اور عمل پیرا ہے ان کا سب سے بڑا "عذر لنگ" یہ ہے کہ ان فضلاء کو انگریزی نہیں آتی۔ انگریزی زبان کی اہمیت سے کس کو انکار ہے لیکن ہمیں بتایا جائے کہ انگریزی زبان ہماری قوم کی بنیادی ضرورت اور کیا اصل الاصول ہے یا ہماری قومی زبان ہے؟۔ بلکہ یہ صرف ایک لیٹھو تاج ہے۔ پوری دنیا انگریزی کے بغیر بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہے مثلاً فرانس، ہالینڈ، بلجیم، جرمنی تمام عالم عرب اور مسلم دنیا میں ان کی مقامی زبانوں میں تعلیم اور نظام حکومت کامیابی سے چل رہا ہے۔ ان کا یہ کہنا انگریزی دور غلامی کا عکاس ہے۔ اگر موجودہ حکومت نے ہماری سند کی حیثیت کو پھر سے بحال نہ کیا تو ہم سمجھیں گے کہ علماء اور دینی مدارس کے بارے میں امریکہ کی ایماء اور شہ پردوں پارٹیوں کی سوچ یکساں ہے۔ سب سے بڑا طوفان تماشایہ ہے کہ ملک کی ایک

ممتاز اور تاریخی یونیورسٹی کے شعبہ ایم فل میں وفاق المدارس کی سند پر داخلہ اب بھی مشکل سے مل جاتا ہے لیکن اسی یونیورسٹی میں فضلاء ماسٹر ڈگری وغیرہ نہیں کر سکتے اور دیگر تمام یونیورسٹیوں میں بھی اسی سند کی بنیاد پر پی ای، ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی کے شعبوں میں مکمل پابندی لاگو کر دی گئی ہے۔ یہ کھلا تضاد کیوں ہے؟ ہماری وفاق المدارس اور دیگر مسالک کے بورڈور کیچہدیداروں سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ وہ اس حساس مسئلہ پر از سر نو اپنی کوششوں کا آغاز کریں کیونکہ آپ کے کندھوں پر ہزاروں طلباء کی مسؤلیتیں اور انکا مستقبل پڑا ہوا ہے۔ گوکہ ان حضرات نے ایک دو ملاقاتیں ماضی میں حکام سے کی بھی ہیں لیکن یہ ایک دو ملاقاتوں یا چند خطوط کا مسئلہ نہیں بلکہ اس کیلئے مکمل ہوم ورک اور مربوط کوشش کی ضرورت ہے۔ ہم اس موقع پر تمام دینی صحافت کے ایڈیٹران و مدیران اور دیگر مضمون نگار حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس نازک مسئلے پر اپنے اپنے مجلات اور اخبارات میں ادارے اور مضامین شائع کریں۔ خدا را! ارباب اقتدار مذہبی طبقے کو دیوار کے ساتھ لگانے کی مذموم کوششیں نہ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں ان کا احساس کمتری میں مبتلا کرنے کے منفی عمل کا رد عمل انتہائی سخت صورت میں کل ظاہر ہو اور کلز وہ آپ سے کہیں کہ درس نظامی کا دس سالہ کورس مکمل پڑھیں اور عربی زبان پر بھی عبور حاصل ہونے کے بعد آپ کو سرکاری ملازمت دی جائیگی۔ افسوس کا مقام ہے کہ حکومتی افسران سمیہ بعض انانیت پسند پروفیسران بھی علماء اور فضلاء کی اس سند اور ہمسری پر چیں جبین رہے ہیں۔ اس سلسلے میں انکی سازشیں بھی دینی طبقے کے خلاف کارفرما رہی ہیں۔ اگر یہی حالات رہے تو انقلاب جو قریب نہیں تو زیادہ دور کی بات بھی نہیں۔۔۔۔۔ اس سلسلے میں دارالعلوم حقانیہ اور ادارہ "الحق" ہر ممکن تعاون پر آمادہ ہے اور فضلاء کے جائز حقوق کیلئے اپنے مخلص بھائیوں کے ساتھ شان بخانہ جدوجہد کیلئے تیار ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆